SUMMARY OF THE THESIS

Entitled

MAULANA NATIQ GULAOTHWI

LIFE AND WORKS

(WITH SPECIAL REFERENCE TO HIS CONTRIBUTION AS GHALIB ADMIRER)

Submitted to

U.G.C. MINOR RESEARCH PROJECT

Rashtrasant Tukadoji Maharaj Nagpur University, Nagpur

Presented By

DR. SAROSHA NASREEN QUAZI

M.A.(Urdu,Persian),Ph.D.(Urdu&Persian)

H.O.D. Urdu

Vasantrao Naik Govt. Institute of

Arts and Social Sciences, Nagpur

......خلاصۂ مقالہ......

براۓ یو.جی سی مائنر ریسرچ پروجیکٹ

راشٹرسنت تکڑو جی مہاراج ناگپور یونیورسٹی، ناگپور

......بعنوان

مولانا ناطقؔ گلاؤٹھوی

...... حیات اور ادبی خدمات ......

غالب پرستی کے خصوصی حوالے کے ساتھ

پیش کنندہ

ڈاکٹر سروشہ نسرین قاضی

ایم اے۔ پی ایچ۔ ڈی (اردو و فارسی)

صدر شعبۂ اردو

وسنت راؤ نائیک گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ آف آرٹس اینڈ سوشل سائنسز،

ناگپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشمولات

پیش لفظ

اغراض ومقاصد

پہلا باب: وسط ہند کا ادبی ماحول اور کامٹی کا پس منظر

دوسرا باب: مولانا ناطقؔ کے سوانحی کوائف

تیسرا باب: ناطقؔ کی شاعری کا آغاز

چوتھا باب: تلامذۂ ناطق

پانچواں باب: ناطقؔ کی شاعری کا تفصیلی مطالعہ

چھٹواں باب: ناطقؔ کی غالب پرستی

ساتواں باب: ناطقؔ کی نثر نگاری اور تنقیدی مضامین

آٹھواں باب: اردو شعر و ادب میں ناطقؔ کا مقام و مرتبہ

خلاصۂ مقالہ

کتابیات

خلاصۂ مقالات

زیرِنظر مقالہ اردو کے نامور شاعر، شاگرد داغ دہلوی، جید عالم و عامل، کہنہ مشق نقاد اور جنگ آزادی کے مجاہد مولانا سید ابوالحسن ناطقؔ گلاؤٹھوی کی زندگی اور ادبی کارناموں کا مفصل جائزہ ہے جس سے مولانا ناطقؔ کی زندگی اور شاعری کو سمجھنے میں بڑی حد تک مدد ملے گی۔ ساتھ ہی ان ادبی معرکوں کا بھی پتہ چلے گا جو عہد ماضی میں کثرت سے رونما ہوتے تھے۔

ناطقؔ گلاؤٹھوی کو ''غالب ثانی'' بھی کہا جاتا ہے۔ اس لیے اس مقالہ کو خاص طور پر ان کی غالب پرستی کے حوالے سے ترتیب دیا گیا ہے اور ایک علٰحدہ باب ''ناطق کی غالب پرستی'' پر مبنی ہے۔ یہ مقالہ آٹھ ابواب پر منقسم ہے جو اس طرح ہیں:

پہلا باب: وسط ہند کا ادبی ماحول اور کامٹی کا پس منظر

دوسرا باب: مولانا ناطقؔ کے سوانحی کوائف

تیسرا باب: ناطقؔ کی شاعری کا آغاز

چوتھا باب: تلامذۂ ناطقؔ

پانچواں باب: ناطق کی شاعری کا تفصیلی مطالعہ
چھٹواں باب: ناطق کی غالب پرستی
ساتواں باب: ناطق کی نثر نگاری اور تنقیدی مضامین
آٹھواں باب: اردو شعروادب میں ناطق کا مقام و مرتبہ

سید ابوالحسن ناطق گلاؤٹھوی ۱۱ نومبر ۱۸۸۶ء کو کامٹی (ضلع ناگپور) میں پیدا ہوئے اور ۲۷ مئی ۱۹۶۹ء کو ناگپور ہی میں ۸۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ لہٰذا اس مقالے کے پہلے باب میں وسط ہند کے ادبی ماحول اور کامٹی کے پس منظر پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اس باب میں مولانا ناطق سے قبل وسط ہند، برار اور ودربھ کے مایہ ناز شعراء محمد ماہ محرم، شاہ غلام حسین ایلچ پوری، سید محمد عبدالعلی عادل ناگپوری کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی دور ناطق کے امجد حسین خطیب ایلچ پوری، مسرور باسموی، شائق کھام گانوی، منشی محمد سعید کامٹوی، حافظ محمد ولایت اللہ حافظ، خواجہ لطیف احمد جریح وغیرہ کے حالات بھی قلم بند کیے گئے ہیں۔

ناطق گلاؤٹھوی سے عمر میں چھوٹے ہونے کے باوجود ہم عصر شعرائے کرام میں شمار کے لائق قیصر بدنیروی، حافظ انور کامٹوی، نواب عبدالوحید غازی، پروفیسر منظور حسین شور، شاطر حکیمی کامٹوی اور طرفہ قریشی بھنڈاروی کی شاعری کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔

چونکہ مولانا ناطق ۱۱ نومبر ۱۸۸۶ء کو کامٹی تحصیل (ناگپور سے ۱۶ کلومیٹر) میں پیدا ہوئے تھے اس لیے پہلے باب میں کامٹی کے پس منظر کو بھی پیش کیا گیا ہے۔ کامٹی شہر ناگپور سے ۱۶ کلومیٹر دور، ممبئی سے کولکاتہ جانے والی ریلوے لائن پر واقع ہے۔ اس کی تاریخ ناگپور کے سیاسی عروج و زوال سے وابستہ ہے۔ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد ،انگریزوں کے ظلم وستم سے تنگ آ کر اتر پردیش سے مومن انصار برادری کے لوگ کثیر تعداد میں قافلہ در قافلہ وسط ہند کی جانب چلے آئے۔ زیادہ تر لوگوں نے کامٹی کو اپنا مسکن بنایا۔ مومن بنکروں کی آمد سے یہاں دینی تعلیم اور مدرسوں کے قیام کو فروغ حاصل ہوا۔ مسلم آبادی میں اضافے کے ساتھ یہاں اردو زبان بھی پروان چڑھتی رہی۔ سید ابوالحسن ناطق نے کامٹی ہی میں حافظ محمد شکر اللہ سے ابتدائی تعلیم حاصل کی بعد میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔

دوسرا باب ''مولانا ناطقؔ کے سوانحی کوائف'' میں ان کے خاندانی حالات کو تفصیل سے قلم بند کیا گیا ہے۔مولانا ناطقؔ کا سلسلۂ نسب بغداد شریف کے قریب سرزمین گیلان کے سادات خاندان سے ملتا ہے۔اُن کے جدامجد مولانا سید منہاج الدین اٹھارویں صدی عیسوی میں احمد شاہ ابدالی کی فوج کے ساتھ ہندوستان آئے تھے۔ ان کی پشتوں میں ایک بزرگ سید عزالدین کا نام نامی ملتا ہے جو ناطقؔ کے دادا سید غلام غوث کے دادا جان تھے۔ سید عزالدین کے پوتے سید غلام غوث قصبہ گلاؤٹھی (ضلع بلند شہر) اتر پردیش کے رہنے والے تھے جو میرٹھ میں وکالت کرتے تھے۔ان کے سات فرزند تھے۔سب سے بڑے بیٹے سید فیض الحسن بہاول پور (پنجاب) میں اعلیٰ منصب پر فائز تھے جو ادیب وشاعر ہونے کے علاوہ عالم دین اور فن خطاطی کے ماہر بھی تھے۔سید غلام غوث کے دوسرے فرزند سید تاج الدین بھی پنجاب میں ایک مقام پر تحصیل دار تھے۔تیسرے بیٹے سید عبداللہ بہاول پور میں اپنے بڑے بھائی کے ہمراہ رہتے تھے۔ چوتھے فرزند سید عنایت اللہ، اپنی والدہ اور تین چھوٹے بھائیوں سید نعیم الدین، سید وحید الدین اور سید ظہور الدین حسن کے ہمراہ گلاؤٹھی میں رہ کر اپنی جائیداد اور اہل خانہ کی نگہداشت کرتے تھے۔

مئی ۱۸۵۷ء میں میرٹھ میں انگریزوں کے خلاف بغاوت کا علم بلند ہوا تو ریاست مالاگڑھ (بلند شہر) کے حکمراں نواب ولی داد خاں نے اس میں کافی دل چسپی لی۔ بعد میں جب انگریزوں نے انتقامی کارروائی شروع کی تو نواب ولی داد خاں کو روپوش ہونا پڑا لیکن گلاؤٹھی کے ایک انگریز حامی شخص نے سید عنایت اللہ (ناطقؔ کے بڑے والد) کو نواب ولی داد خان کا شریک کار بتا کر گرفتار کروا دیا۔

انگریز فوج سید عنایت اللہ کو گرفتار کر کے بلند شہر لے گئی اور بغاوت میں حصہ لینے کی پاداش میں مقدمہ چلائے بغیر انھیں پھانسی دے دی۔انگریزوں نے نہ صرف ۸ سالہ سید عنایت اللہ کو پھانسی دی بلکہ گلاؤٹھی میں ان کی تمام جائیدادوں کو بھی ضبط کر لیا۔ایسے سنگین حالات میں سید عنایت اللہ کے چھوٹے بھائی سید نعیم الدین جو اس وقت صرف چودہ سال کے تھے، اپنے دو چھوٹے بھائیوں سید وحید الدین (دس سال) اور سید ظہور الدین حسن (سات سال) کو لے کر وسط ہند کی طرف چل پڑے۔

بھنڈارہ پہنچ کر ان تینوں بھائیوں نے اپنے ایک رشتہ دار کے گھر پناہ لی، بعد میں سید نعیم الدین نے کامٹی

میں سکونت اختیار کی ۔ان کے ایک فرزند ڈاکٹر سید منہاج الحسن نے وسط ہند میں کافی نام کمایا تھا۔وہ قدیمی مدھیہ پردیش حکومت میں وزیر صحت کے عہدہ پر فائز تھے۔

ناطق کے والد سید ظہور الدین حسن نے رائے پور (چھتیس گڑھ) میں سکونت اختیار کی اور وہیں اپریل ۱۹۰۵ء میں وفات پائی۔انھیں چار بیٹے اور چار بیٹیاں اللہ نے عطا کی تھیں۔ بڑے فرزند سید ابوالحسن ناطق تھے۔ اپنے والد کی وفات کے بعد ناطق ۱۹۰۸ء میں رائے پور سے ناگپور چلے آئے اور آخری سانس (۲۷مئی ۱۹۶۹ء) تک یہیں رہے۔ناطق صاحب کے خاندانی حالات، تعلیم اور ان کے دیگر معاملات کو اس دوسرے باب میں اجاگر کیا گیا ہے۔

تیسرا باب ''ناطق کی شاعری کا آغاز'' ان کی شاعری کے مختلف ادوار کی منظر کشی کرتا ہے۔ناطق گلاؤٹھوی نے حضرت اطہر ہاپوڑی کی تحریک پر شعر گوئی کی ابتدا کی تھی۔ابتدا میں بیان میرٹھی (۱۹۰۰۔۱۸۵۰) سے اصلاح لی، ان کی وفات کے بعد مرزا داغ دہلوی سے بذریعہ خطوط اصلاح لینی شروع کی۔۱۹۰۵ء میں داغ دہلوی کے انتقال کے بعد پھر انھوں نے آفتاب داغ اور گلزار داغ کو اپنے ذوق کا رہبر بنالیا۔اس باب میں خود ناطق صاحب کی زبانی شاعری کے آغاز پر روشنی ڈالی گئی ہے۔مولانا ناطق کے نام داغ دہلوی کا ایک خط بھی شامل باب ہے جو آگے چل کر ناطق گلاؤٹھوی کے استاد فن ہونے کی غمازی کرتا ہے۔

چوتھا باب ''تلامذہ ناطق'' پر مشتمل ہے۔ ناطق کے شاگردوں میں سید امیر حسن گلاؤٹھوی، منشی محمد ابوبکر شہرت کامٹوی، مولوی عبدالباری آسی لکھنوی، شاکر نائطی مدراسی، خوشتر کھنڈوی، عبدالرحمٰن اظہر، ارشد اللہ خاں جوہر، ابراہیم خاں فنا اور مرزا آغا ظفر ناگپوری وغیرہ شامل تھے۔مولانا عبدالباری آسی لکھنؤ کی ایک نامور ہستی تھے۔ان کے فرزند والی آسی بھی ایک ممتاز شاعر تھے۔دور جدید کے معروف شاعر منور رانا والی آسی ہی کے شاگرد ہیں۔

محمد ابراہیم خان فنا نے تقسیم وطن کے وقت پاکستان ہجرت کرلی تھی۔نواب صدیق علی خان نے اپنی کتاب ''بے تیغ سپاہی'' میں ان کی قومی وسماجی خدمات کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔کراچی (پاکستان) میں فنا صاحب نے آخری سانس لی۔

مدتوں سے ہیں شہر میں تیرے
تو نے اب تک مگر نہ پہچانا
تیرسے استاد تھے فناؔ ناطق
تھا لقب جن کا پیرخم خانہ

اس باب میں جوشؔ ملسیانی کا ایک خط بھی شامل ہے۔ جوانھوں نے مولانا ناطق کے خاص معتقد اور دیوان ناطق کے مرتب بابوعبدالحلیم ناگپوری کو ارسال کیا تھا۔

پانچواں باب ''ناطق کی شاعری کا تفصیلی مطالعہ'' ان کے شاعرانہ محاسن، فن، نظم نگاری اور غزل گوئی کا احاطہ کرتا ہے۔ حالانکہ ناطقؔ غزل کے ایک کہنہ مشق اور استاد شاعر تھے اور فن کی باریکیوں میں ڈوب کر معیاری غزلیں کہتے تھے لیکن دوسری طرف انھوں نے نظم نگاری بھی کی، جو ''نطق ناطق'' کے عنوان سے ۱۹۱۳ء میں شمس المطابع میرٹھ سے کتابچہ کی شکل میں شائع ہوئی۔ ان کی نظموں میں مقصد و معنی کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔ صبح خنداں، بوئے گل، بدر، پھول کی حالت، اپنی حسرت، پہلی صبح اور صحرائی پھول، وغیرہ ان کی وہ نظمیں ہیں جن میں انھوں نے مناظر قدرت کی تصویر کشی نہایت موثر انداز میں کی ہے۔ مولانا ناطقؔ نے گرمی کی گرما گرمی، برکھا رت، کوئے یار، اپنی حسرت، میرا جھونپڑا، ستاروں کی محفل اور دیگر موضوعات کے تحت بھی معیاری نظمیں لکھی ہیں۔

دوسری طرف انھوں نے اپنی غزلوں کو ذاتی تجربات اور لطف بیان سے خوب سنوارا سجایا۔ ندرت خیال، بندش الفاظ اور صنعت تضاد سے خوب زینت بخشی۔ مولانا ناطقؔ نے ذوقؔ، غالبؔ، مومنؔ اور داغؔ کی شاعری کا مطالعہ کرکے اپنی شاعری کو پروان چڑھایا۔ ان کی عشقیہ شاعری میں ان کی آہِ ناتمام کو صاف محسوس کیا جاسکتا ہے جو سوز، درد اور کسک سے مملو ہے۔ ان کے یہاں عشق کا پاکیزہ تصور ملتا ہے۔ ارضی کائنات کا محبوب ہی ان کی سوچ کا محور ہے جس سے وہ اپنا دل بہلاتے ہیں اور اُسی سے نالہ و فریاد، شکوہ و شکایت بھی کرتے ہیں۔

چھٹواں باب ''مولانا ناطقؔ کی غالب پرستی'' پر مشتمل ہے۔ ناطق شروع ہی سے غالب کے پرستار اور ان کی شاعرانہ عظمت کے قائل تھے۔ حالانکہ وہ داغ دہلوی کے شاگرد تھے لیکن انھوں نے زیادہ تر غزلیں غالبؔ ہی کی زمینوں اور طرحوں میں کہی ہیں۔ ناطقؔ خود استادِ فن تھے اور اچھے اچھوں کو خاطر میں نہیں لاتے تھے لیکن وہ غالب

کے ضرور قائل تھے۔

شاعری جس کی ہو، انداز سخن میں ناطقؔ
دوسرا کون ہے غالبؔ کے سوا میر کے بعد

ناطقؔ گلاؤٹھوی کی غالب پرستی کا آغاز اس مشہور معرکے سے ہوتا ہے جو یاس یگانہ چنگیزی نے 1915ء میں ماہنامہ ''خیال'' ہاپوڑ (میرٹھ) میں غالبؔ کے خلاف ایک مضمون لکھ کر شروع کیا تھا۔ یگانؔہ نے اپنے مضمون میں غالب کی شاعری پر کئی اعتراضات کئے تھے۔ ناطق چونکہ مرزا غالبؔ کے حامی تھے لہٰذا انھوں نے یگانہ کے ہر اعتراض کا تفصیلی جواب ماہنامہ خیال ہی میں ایک مضمون ''آتش پرست'' کے عنوان سے تحریر کر کے دیا۔ ان کی فنی دسترس اور طرز تحریر سے دوسروں کے علاوہ یاس چنگیزی اس درجہ متاثر ہوئے کہ انھوں نے اپنا تخلص یاسؔ سے یگانہ کر ڈالا۔ اس مضمون سے ناطقؔ کو خوب شہرت ملی اور تیس سال کی عمر میں انھوں نے ادبی دنیا میں اپنا علیحدہ مقام بنا لیا۔

مولانا ناطقؔ کی غالب پرستی کا دوسرا ثبوت دیوان غالب کی شرح ہے جو کنز المطالب کے عنوان سے ۱۹۶۸ء میں لکھنؤ سے شائع ہوئی۔ یہ دیوان غالب کی تمام شرحوں میں منفرد حیثیت رکھتی ہے۔ اس باب میں سید ابوالحسن ناطقؔ کی غالب پرستی، غالب کی زمینوں پر کہی گئی غزلیں، اور ناقدین کی آرا کو بھی پیش کیا گیا ہے۔

مومنؔ پہ بھی ایمان ہے، غالب پہ بھی ناطقؔ
ہم ذوقؔ کے انداز میں رہتے ہیں مگن اور

ناطقؔ کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ وہ فن کی مکمل پابندی کرتے ہوئے انتہائی لطیف انداز میں شعر کہتے ہیں، حالانکہ وہ فارسی الفاظ و تراکیب سے بہت کم کام لیتے تھے۔ انھیں سادہ، سلیس اور عام فہم الفاظ کو استعمال کرنے میں خاص مہارت حاصل تھی۔ یہی وہ آرٹ ہے جو استاذ الاساتذہ، فخر المتاخرین، پیر مغانِ خم خانہ سخن حضرت سید ابوالحسن ناطقؔ گلاؤٹھوی کو دوسروں سے نمایاں کرتا ہے۔ برجستگی اور زبان و بیان کی چاشنی کی وجہ سے وہ اپنے ہم عصروں میں نمایاں رہے اور ''غالب ثانی'' کہلائے۔

ساتواں باب ''ناطقؔ کی نثر نگاری اور تنقیدی مضامین'' پر شامل ہے۔ وہ ایک استاد شاعر ہونے کے علاوہ

ایک کہنہ مشق ادیب وتنقید نگار بھی تھے۔فن تنقید کے اصول سے وہ مکمل طور پر آ گاہ تھے۔کئی ادبی امور میں انھوں نے بڑی بے باکی کے ساتھ تنقید کی ہے اور اسے بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔

مولانا ناطقؔ نے اپنا پہلا تنقیدی مضمون غالب کی حمایت میں مارچ ۱۹۱۶ء کے شمارہ ماہنامہ خیال ہاپوڑ (میرٹھ) میں آتش پرست کے عنوان سے لکھا۔دوسرا طویل تنقیدی مضمون ''شہاب ثاقب'' کے عنوان سے اس مقدمہ کے جواب میں تحریر کیا جسے امیر مینائی کے شاگرد ثاقبؔ کانپوری نے اپنی مرتبہ کتاب ''مکاتیب امیر مینائی'' (۱۹۲۸ء) کے لیے لکھا تھا۔

اس مقدمہ میں ثاقب کانپوری نے داغ دہلوی اور امیر مینائی کا ''تقابل کر کے داغ کے کلام میں خودساختہ عیب نکالے تھے اور امیر مینائی کی فوقیت جتائی تھی۔ناطقؔ نے ''شہاب ثاقب'' کے عنوان سے اپنے مضمون میں امیر مینائی کی اصلاحات اور ان کے اشعار سے خوب بحث کی۔یہ مضمون ۱۹۳۵ء میں ماہنامہ ''سخن ور'' لکھنؤ میں مسلسل شائع ہوتا رہا اور امیر مینائی کے کسی شاگرد سے اس کا جواب نہ بن پڑا۔جب ماہر القادری نے داغ دہلوی کی مخالفت میں سر اٹھایا تو ناطقؔ نے ان کی بھی خوب خبر لی،ناطقؔ کا ایک مضمون جولائی ۱۹۵۱ء کو ''بہارستان'' کھنڈوہ میں شائع ہوا۔اس مضمون کو پڑھ کر ماہر القادری نے خاموشی اختیار کر لی۔

آزادی سے قبل مولانا الطاف حسین حالی کے اس شعر

حالی اب آؤ ، پیروی مغربی کریں
بس اتباع مصحفی و میر ہوچکی

پر اتنی ادبی بحث ہوئی کہ نیاز فتح پوری، سیماب اکبر آبادی اور پروفیسر احتشام حسین وغیرہ بھی اس کی لپیٹ میں آ گئے۔ایسے عالم میں ماہنامہ ''عالم گیر'' اور ''خیام'' کے ایڈیٹر شبلی بی کام نے مولانا ناطق کو اظہار خیال کی دعوت دی۔اس ضمن میں ناطق نے تمام اکابرین ادب سے ہٹ کر اپنی رائے دی۔بعد میں ناطق نے ''کلیل میں غلیل'' کے عنوان سے ایک طویل مکتوب تحریر کیا جو ۱۹۵۰ء میں کتابچہ کی شکل میں ان کے شاگرد غضنفر حسین شاکر نائطی نے برقی کوثر پریس بنگلور سے شائع کرایا۔یہ کتابچہ ''سبع سیارہ'' میں بھی شامل ہے۔

تحقیق وتنقید کے معاملے میں ''کلیل میں غلیل'' اور ''سبع سیارہ'' دونوں اہمیت کے حامل ہیں۔جن سے

ناطقؔ کی زبردست تنقیدی و تحقیقی بصیرت کا اظہار ہوتا ہے۔ ناطقؔ نے تنقید کا قلم کیوں اٹھایا؟ اس کا تفصیلی جواب انھوں نے اپنے شاگرد ڈاکٹر خوشتر کھنڈوی کو ایک خط میں دیا تھا جو اس باب میں شامل ہے۔تنقید کے معاملے میں مولانا ناطق کی کتاب ''سبع سیارہ'' جو ۱۴۴ صفحات پر مشتمل ہے اور ۱۹۶۰ء میں فیض عام پریس لکھنؤ سے شائع ہوئی تھی ایک ادبی و علمی دستاویز ہے۔اس میں سات تنقیدی مضامین شامل ہیں:

۱) آتش پرست

۲) کلیل میں غلیل

۳) جگر پارے

۴) ماہر القادری کا تعارف

۵) میں نے داغ کا تلمذ کیوں اختیار کیا؟

۶) علامہ کی تشریح

۷) بے رحم نقاد

آٹھویں باب ''اردو شعر و ادب میں ناطقؔ کا مقام و مرتبہ'' میں ناطقؔ گلاؤٹھوی کی ہمہ گیر شخصیت اور شاعری پر روشنی ڈالتے ہوئے اردو شعر و ادب میں ان کے مقام و مرتبہ کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔مولانا ناطقؔ ایک مایۂ ناز شاعر تھے جنھوں نے روایات کی قیود سے الگ ہٹ کر نئے اسالیب و موضوعات اور نئی تشبیہات و استعارات کے نت نئے تجربے کیئے۔ان کے اشعار میں طنز کی لہر، فنی دسترس، الفاظ کی بندش مخصوص لب و لہجہ کے ساتھ نمایاں ہے۔ناطقؔ ایک بااثر و پر وقار شخصیت کے مالک تھے جنھوں نے وسط ہند میں شعر و سخن کی شمع روشن کی۔

خیال و فکر کی ندرت اور انداز بیان کی انفرادیت ان کی شاعری کی خاص خوبی ہے۔الفاظ کے الٹ پھیر اور محاوروں کی ادائیگی میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔وہ اپنے شعروں میں اُسی زبان کو استعمال کرتے تھے جو گلی کوچوں میں بولی جاتی تھی، وہ کلاسیکل شاعری کے استاد اور فنی قواعد اور اصولوں سے بخوبی واقف تھے۔

نیاز فتح پور نے ان کی شاعری کے متعلق جو بات کہی تھی وہ بھی اس باب میں شامل ہے۔ ناطقؔ کی قادرالکلامی کا یہ عالم تھا کہ وہ سنگلاخ زمین اور مشکل ترین بحر میں بھی بڑی روانی سے اشعار موزوں کر دیتے تھے۔

انھیں اپنے فن اور منفرد لب ولہجہ پر خود فخر تھا۔

شعر گوئی نئے انداز کی، تجدید خیال
دیکھنا چاہے تو ناطقؔ مرا دیوان اٹھا

ناطقؔ گلاؤٹھوی کی شاعری کا دور وہ دور تھا جب ہندوستان میں جگہ جگہ انگریزوں کے خلاف بغاوت کے شعلے سرگرم تھے۔ مسدس حالیؔ کی انقلاب آفریں گونج دلوں میں تازہ تھی۔ ڈاکٹر محمد اقبال قومی جذبے کے خدوخال کو نمایاں کرنے میں قلم کے جوہر دکھا رہے تھے۔ جوش ملیح آبادی کے انقلابی نغمے وطن کی فضاؤں میں گرماہٹ پیدا کر رہے تھے۔ ناطقؔ بھی خلافت تحریک سے وابستہ ہو کر وسط ہند میں انگریزوں سے لوہا لے رہے تھے۔ وہ جنگ آزادی کے سورما اور سچے محبّ وطن تھے۔

ہم جاں نثار اس کے، یہ مہرباں ہمارا
ہندوستاں کے ہم ہیں، ہندوستاں ہمارا
یہ سادھوؤں کی بستی، یہ صوفیوں کی بستی
کردار ہے تقدس، ناطقؔ یہاں ہمارا

اس باب میں ڈاکٹر ظ۔ انصاری اور ندا فاضلی کے تاثرات بھی شامل ہیں جو انھوں نے اپنے مضامین میں سید ابوالحسن ناطق گلاؤٹھوی کے تعلق سے لکھے ہیں۔ ناطقؔ کے شعروں میں تازگی بھی ہے اور رعنائی بھی۔ انھوں نے جملہ تہذیبی روایتوں کا احترام کر کے غزلیہ شاعری کے افق کو روشن کیا، انھوں نے اپنی غزلوں میں وجدان و ذوق سلیم سے تخیل کی جو دنیا بسائی ہے وہ نہایت حسین وجمیل ہے۔

ہچکیوں پر ہو رہا ہے زندگی کا راگ ختم
جھٹکے دے کر تار توڑے جا رہے ہیں ساز کے

☆

کاندھوں پہ ہے جنازہ، تو ملک عدم میں روح
کوسوں نکل گیا ہے پیادہ سوار سے

ابھی ہم جان دے کر سوئے ہیں، دم لے کے اٹھیں گے
نہ چھیڑ اے شورِ محشر، ہٹ ذرا آرام لیتے ہیں

ناطق ایک عظیم المرتبت شاعر تھے مگر دوسرے شاعروں اور ادیبوں کی طرح اپنے اہل وطن کی ناقدری کے شکار تھے جس کا اظہار ان کی شاعری سے ہوتا ہے:

میں بھی کوئی چیز تھا لیکن نہ پہچانا مجھے
بندہ پرور، قدر ہی تم نے نہیں جانی مری

وہ زبان کی باریکیوں اور نزاکتوں کے بڑے نباض تھے۔فن کے اسرار اور رموز پر ان کی گہری نظر تھی۔ زبان و بیان کے رموز و نکات سے گہری آگاہی اور فطری موزونی طبع نے انھیں قادرالکلامی عطا کی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ خود بھی ہمیشہ رونق بزم سخن رہے اور دوسروں کو بھی تربیت دے کر بزم سخن کے قابل بنایا۔ وہ زبان کے شاعر تھے۔ اردو محاوروں، کہاوتوں، علامتوں، استعاروں اور تلمیحوں کو اپنے اشعار میں فنکارانہ چابکدستی سے استعمال کرتے تھے۔ایسے کئی اشعار کا حوالہ اس باب میں دیا گیا ہے۔

فشارِ قبر کا مارا ہوا اٹھ نہیں سکتا
سنبھال اے حشر سب ٹوٹی ہوئی ہیں ہڈیاں میری
رہ گئی رکھی ہوئی، چارہ گروں کی بھاگ دوڑ
درد اس انداز سے اٹھا کہ لے بیٹھا مجھے

☆

ضد کے تو وہ پورے ہیں، برسوں کوئی سر پٹکے
جو بات نہیں مانی، وہ بات نہیں مانی

☆

میں ہی تیرا ہوں تو پھر کیا کہوں، میرا کیا ہے
تو ہی میرا ہے تو پھر کس لیے میرا تیرا

اس آخری باب میں مولانا ناطق کے مقام ومرتبہ کو لے کر بعض اہم اہل قلم کے تاثرات بھی قلم بند کیے گئے ہیں۔اردوشاعری میں روایات کا بڑااہتمام رہاہے۔استادی شاگردی کی مستحکم روایت نے ادبی سرمایہ کومحفوظ رکھنے اوراسے بحفاظت اگلی نسلوں تک پہنچانے کا اہم فریضہ انجام دیاہے۔ناطق گلاؤٹھوی بھی اردو کی اسی ادبی روایت کے امین تھے۔

وہ اس دور کے آخری چراغ تھے جس میں وضع داری تھی، ادب وتہذیب تھی اور تمدنی اقدار پرایک مستحکم یقین تھا۔انھوں نے نہ صرف اردوشاعری کے چراغ کوروشن رکھا بلکہ مہارت فن اورعمیق بصیرت سے اس چراغ کی لوکواور بڑھایا۔وہ زبان کی باریکیوں اورنزاکتوں کے بڑے نباض تھے۔فن کے اسرارورموز پران کی گہری نظر تھی۔اسالیب وعلائم کاایک وسیع ذخیرہ ان کے تربیت یافتہ ذہن میں موجودتھا۔

مولاناسیدابوالحسن ناطق ۱۹۲۱ء سے ۱۹۵۰ء تک ناگپورمیونسپلٹی کے رکن اور ۱۹۳۶ء میں سی پی اینڈ برار سے مرکزی اسمبلی کے رکن رہے۔وہ ایک جید صحافی بھی تھے اورکئی مقامی اردواخبارات میں انھوں نے پرمغز اداریے بھی تحریر کیے۔

۲۷مئی ۱۹۶۹ءکو۸۳سال کی عمر میں انھوں نے محلّہ لشکری باغ (ناگپور) میں واقع اپنی رہائش گاہ میں آخری سانس لی اوردوسرے دن مرکزی مسلم قبرستان مومن پورہ ناگپورمیں سپردخاک کیے گئے۔

ملک سخن ہر اہل سخن کو ہوا نصیب
ناطق مرے نصیب میں یہ ناگپور تھا

☆

ناگپور اچھا ہے ناطق کے لیے
کیوں نہ ہو ایسے کو ایسا چاہیے

مولاناناطق کی وفات کے سات سال بعد ۱۹۷۶ء میں ان کے ایک قدرداں بابوعبدالحلیم (مومن پورہ۔ ناگپور) نے مہاراشٹراسٹیٹ اردواکادیمی کے مالی تعاون سے ''دیوان ناطق'' شائع کیا۔۲۲۴صفحات کے اس دیوان پراگلے سال مہاراشٹراسٹیٹ اردواکادیمی نے بابوعبدالحلیم کوانعام سے بھی نوازا۔دیوان ناطق میں غزلیں،

نظمیں، متفرق اشعار، تضمینات وغیرہ شامل ہیں۔

آخر میں، اتنا ہی عرض کرنا ہے کہ مولانا سید ابوالحسن ناطق گلاوٹھوی نے تقریباً نصف صدی تک نہ صرف یہ کہ وسط ہند میں شمع شعروسخن کوفروزاں رکھا، بلکہ ایک پوری نسل کی شعری اور لسانی تربیت بھی کی۔ وہ اس علاقہ کی تاریخ ادب میں پیشوا اور سالار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اردو شاعری کا تذکرہ جب بھی ہوگا ناطقؔ کا ذکر اس میں ضرور شامل ہوگا۔

ہم اپنی وضع کے پابند ہیں ہر حال میں ناطقؔ
نظر آتا ہے مستقبل میں اپنے، رنگ ماضی کا

☆☆

کتابیات

اس پروجیکٹ کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتابوں سے استفادہ حاصل کیا گیا ہے۔

۱)اردوتنقید کاارتقاء مصنف: ڈاکٹرعبادت بریلوی

سن اشاعت ۲۰۱۰ء ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ (۴۸۰صفحات)

۲)انتخاب اردوکلیات غالب مصنف: شمس الرحمٰن فاروقی

سن اشاعت ۱۹۹۳ء پہلاایڈیشن۔ساہتیہ اکادمی نئی دہلی (۱۲۷صفحات)

۳) اردوتنقید پرایک نظر کلیم الدین احمد

اشاعت ثانی ۲۰۱۰ء بک امپوریم پٹنہ (۳۸۰صفحات)

۴) برارمیں اردوزبان وادب کاارتقاء مصنف: ڈاکٹرآغاغیاث الرحمٰن

سن اشاعت ۲۰۱۱ء۔ادارۂ ادبیات برارناگپور (۴۴۸صفحات)

۵) تاریخ اردوادب (اٹھارویں صدی) جلددوم۔حصہ اول

ڈاکٹرجمیل جالبی ۲۰۱۱ء ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی (۶۴۸صفحات)

۶) تاریخ اردوادب (اٹھارویں صدی) جلددوم۔حصہ دوم

ڈاکٹر جمیل جالبی ۲۰۱۱ء (۶۰۰ صفحات)

۷) دیوان ناطق — مرتب: بابو عبدالحلیم ناگپوری

سن اشاعت ۱۹۷۶ء

۸) دیوان بیان میرٹھی — مرتب: ڈاکٹر شرف الدین ساحلؔ

سن اشاعت ۲۰۰۷ء ناگپور (۱۹۲ صفحات)

۹) دلی کا دبستان شاعری — مصنف: ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی

سن اشاعت ۲۰۰۹ء اتر پردیش اردو اکادیمی لکھنؤ (۵۵۶ صفحات)

۱۰) عادلؔ ناگپوری۔ شخص، شاعر، نثر نگار — مصنف: ڈاکٹر شرف الدین ساحلؔ

سن اشاعت ۲۰۱۱ء۔ ناگپور۔ (۲۰۸ صفحات)

۱۱) سعید کامٹوی: عہد شخصیت اور فن — مصنف: ڈاکٹر عبدالحمید پٹیل

اگست ۱۹۹۹ء ناگپور (۲۵۶ صفحات)

۱۲) شرح دیوان غالب اردو — مصنف: ڈاکٹر قاضی سعیدالدین احمد علیگ

دوسرا ایڈیشن ۲۰۰۷ء : غالب اکیڈمی نئی دہلی (۳۹۶ صفحات)

۱۳) عظمت غالبؔ فکر و فن — مصنف: پروفیسر عبدالمغنی

سن اشاعت ۱۹۹۰ء انجمن ترقی اردو (ہند) نئی دہلی (۱۲۹ صفحات)

۱۴) غالب شاعر و مکتوب نگار — مصنف: پروفیسر نورالحسن نقوی

۲۰۰۶ء ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ (۲۲۴ صفحات)

۱۵) غالب شخص اور شاعر — مصنف: مجنوں گورکھپوری

۲۰۱۰ء ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ (۱۲۶ صفحات)

۱۶) فن تنقید اور اردو تنقید نگاری — مصنف: پروفیسر نورالحسن ہاشمی

۲۰۱۱ء ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ (۱۹۲ صفحات)

۱۷) کامٹی کی ادبی تاریخ　　مصنف: ڈاکٹر شرف الدین ساحلؔ

بزم غالب کامٹی (ناگپور) ۱۹۸۲ء　(۲۰۶ صفحات)

۱۸) کامٹی کی شعری روایت　　مصنف: ڈاکٹر ارشد جمال

۲۰۰۲ء جمال پبلی کیشنز کامٹی (۱۷۶ صفحات)

۱۹) ماہنامہ قرطاس (ناگپور) مولانا ناطقؔ نمبر

مئی تا اگست ۲۰۰۹ء　(۲۵۶ صفحات)

۲۰) ماہنامہ قرطاس (ناگپور) عادل ناگپوری نمبر

مئی تا اگست ۲۰۱۰ء　(۲۵۶ صفحات)

۲۱) مقدمہ تاریخ زبان اردو　　مسعود حسین خاں

۲۰۱۱ء ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ　(۲۷۴ صفحات)

۲۲) مشاہیر ناگپور اور کامٹی　　مصنف: ڈاکٹر محمد یٰسین قدوسی

۲۰۰۴ء کاکوری آفسیٹ پریس لکھنؤ　(۱۲۰ صفحات)

۲۳) ناگپور کا مسلم معاشرہ۔ آزادی کے بعد　مصنف: ڈاکٹر شرف الدین ساحلؔ

۱۹۴۷ء سے ۲۰۰۰ء تک (جلد سوم)

سن اشاعت ۲۰۰۰ء ناگپور (۲۲۴ صفحات)

۲۴) ودربھ میں اردو صحافت　　مصنف: ڈاکٹر لطیف احمد سبحانی

۲۰۰۲ء نرالی دنیا پبلی کیشنز نئی دہلی　(۳۲۰ صفحات)

۲۵) وؔلی سے اقبال تک　　مصنف: ڈاکٹر سید عبداللہ

۲۰۰۸ء بک کارپوریشن دہلی　(۳۰۴ صفحات)

۲۶) ودربھ میں اردو شاعری　　مصنف: ڈاکٹر ایم آئی ساجد

(نومبر ۱۹۸۷ء سیماب اردو پر دیس کھام گاؤں بلڈانہ) ۴۰۸ صفحات